لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث......

عظیم احسان

بعثت نبوی ﷺ ...... یا...... ولادت ؟

انسان، انسانیت کا دشمن ہو چکا تھا۔ توحید کا چراغ گل کر دیا گیا تھا۔ مشرکین نے بیت اللہ شریف میں بت سجا کر، اسے سومنات بنا دیا تھا۔ انسان بھیڑیا بن چکا تھا۔ اپنے باپ کی بیوگان کو باستثنائے مادرِ خود، اپنی بیویاں بنانے لگ گیا تھا۔ اپنی ہی دخترانِ معصوم کو زندہ درگور کر کے درندگی وسفاکی کا پیکر بن چکا تھا۔ اخلاقی انحطاط صرف جزیرہ نمائے عرب یا مکہ مدینہ تک محدود نہ تھا بلکہ یہ فساد عرب وعجم پر یکساں محیط تھا۔ بیٹے نے بوڑھے باپ کو شیریں کے عشق کی رقابت میں خنجر گھونپ کر، شیریں کو اپنے حجلۂ عروسی کی زینت بنالیا تھا۔ آتش پرستی، مظاہر پرستی اور بت پرستی بالترتیب ایران، یونان اور عربستان میں مروج تھی۔ انسانیت کو انسان نے بے آبرو کر دیا تھا۔ دنیا کی دو نام نہاد تہذیبیں، مجوسی اور یونانی، حیوانیت کا بدترین نمونہ تھیں۔ ظلم وجور کی چکی میں پسنے والے کمزور طبقات، کسی دربار میں نالش نہ کر سکتے تھے۔ کسی عدالت میں فریاد نہ کر سکتے تھے۔ انسانیت لہولہان اور اپنی بے حرمتی پر نالہ کناں تھی کہ آخرکار خالقِ ارض وسماء کو اس کی حالت زار پر ترس آ گیا۔ اپنے نافرمان بندوں پر رحم آ گیا۔ اس کے دریائے رحمت میں لہر اٹھی اور اس نے ان کی نجات اور ہدایت کیلئے نبی آخرالزمان سیدنا ومولانا محمد ﷺ کو مبعوث فرما دیا۔ یہ اس کے رحم کا کرشمہ تھا۔ وہ اپنی بستی پر رحم کرنا چاہتا تھا اس لئے اپنے نبیؐ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اسے مؤمنین پر اپنا احسانِ عظیم فرمایا۔ ساتھ یہ بھی وضاحت فرما دی کہ بعثتِ محمدی ﷺ کا فیضان اس کتاب میں ہے جو قرآن عزیز وفرقانِ حمید کے نام سے اسے عطا کی گئی ہے۔ غرض اس ہدایت کی انسانوں کا تزکیہ کرنا ہے۔ اسی لئے اس نبی رحمت ﷺ کا نام مکی

ہوا۔ آپؐ نے اپنی تعلیم سے، اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی جماعت کو روئے زمین کی بہترین جماعت بنا دیا۔ اخلاق عالیہ کے خوبصورت پیکر بنا دیا۔ آپؐ نے بیٹیوں کو زندہ رہنے کا حق دیا۔ غلاموں کے حقوق مقرر فرمائے۔ آقاؤں کو، اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے اور اپنے ہی جیسا لباس پہنانے کا پابند کیا۔ عورتوں کو پردہ دیا اور انہیں اور نگ عصمت کی زینت بنایا اور امت کو ان کے باب میں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا۔ یتیم واسیر سے ہمدردی کا درس دیا۔ سائل کو دھتکارنے اور جھڑکنے سے منع فرمایا۔ حقوق العباد کا تحفظ فرض قرار دیا۔ حقوق اللہ کے سلسلے میں پہلا حق توحید باری تعالیٰ بنایا۔ پھر اس پر اخلاقیات وعبادات کا ایک جامع اور صالح نظام قائم فرمایا۔ شرک کی نجاست کو دھویا اور اللہ تعالیٰ کو معبود لاشریک منوایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سارے سلسلے کو پھر یوں فرمایا: ﴿لقد جاء کم رسول من أنفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم﴾ [التوبہ:128] ترجمہ: ”تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔“

یہاں ایک بار پھر بتایا کہ ہمارے نبیؐ کا بحیثیت رسول ہماری دعوت لے کر اٹھنا اس کی رحمۃ للعالمینی ہی کا حصہ ہے۔ چنانچہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہی وہ نقطہ ہے جس پر بار بار زور دیا گیا ہے، آپ کی ولادت باسعادت سے وابستہ عظمت ومکرمت سے کسی کو مجالِ انکار نہیں۔ آپؐ دنیا میں ایسا ابرِ کرم بنا کر پیدا کئے گئے جسے پیاسی زمین پر 40 سال بعد برسنا تھا جس کے برسائے ہوئے آبِ حیات سے انسانیت کی اجڑی کھیتی کو پر بہار ہونا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن میں بار بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرماتے ہیں اور یہ نہیں فرماتے کہ ہم نے تم میں محمد بن عبداللہ پیدا فرما کر تم پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ وجہ احسانِ عظیم وامتنانِ کریم کا آغاز اعلانِ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے اور ہم اپنی خوبیٔ قسمت پر نازاں ہیں کہ ہم آپؐ کے امتی اور آپؐ کے قرآن کے فیض ہدایت سے بہرہ ور ہیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۲۱ ﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوة حسنة﴾ ”یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔“ بھی ہمارے اس موقف پر گواہ ہے کہ آپؐ کا اسوۂ حسنہ جس میں ہمارے لئے بہترین نمونہ رکھا گیا ہے۔ وہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کی حیثیت میں ہے اور اسی اسوۂ حسنہ کا تذکرہ دن رات ہماری زبانوں پر جاری وساری ہے۔ یہی اسوۂ حسنہ ہے

جس کی طرف ہم بلاتے ہیں۔ یہی وہ اسوہ ہے جو ہماری دعوت اور وعظ و تبلیغ کا مرکزی موضوع ہے۔ اسی اسوۂ حسنہ پر ہم جان دیتے ہیں اور اسی کی عظمت ہمارے دل و دماغ پر چھائی ہے۔ اس کا جلال و احترام ہمارے سراپا پر چھایا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا اسوۂ ہمیں بھاتا ہی نہیں۔ اسی کا تذکرہ ہماری زندگی کی سب سے بڑی اور سب سے پیاری تمنا ہے۔ یہی وہ خوبصورت اسوۂ ہے جس کے ہر ہر علم اور ہر ہر عقیدہ کے تحفظ کی قسم ہم نے کھائی ہے۔ مگر یوم ولادت منانے والوں سے ایک سوال ضرور پوچھیں گے کہ وہ خود ہی بتائیں کہ یوم ولادت اور یوم بعثت دونوں کیوں نہیں مناتے۔ کیا اہل مکہ کے سامنے آپ نے کلمہ اسلام کی دعوت یوم ولادت پر پیش کی تھی یا یوم بعثت پر؟ کیا اسلامی انقلاب یوم ولادت سے شروع ہوا تھا یا یوم بعثت پر؟

پھر یہ بھی سوچیں کہ عید کے لغوی معنی پلٹ کر بار بار آنے والا موقع اور خوشی اس کا اصطلاحی مفہوم ہے۔ حضور اکرم ﷺ صبح صادق کے وقت منصۂ شہود پر ظہور فرما ہوئے اور صبح صادق ہر روز پلٹ کر آتی ہے۔ اسی طرح اس کا یوم ولادت پیر کا دن ہے جو ہر ہفتہ بعد پھر آ جاتا ہے۔ کیا یہ میلاد منانے کے لائق نہ ہیں۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو اگر عید میلادالنبیؐ منانا اور جشن برپا کرنا اور جلوس نکالنا مشروع ہے تو صبح صادق اور پیر کا دن کیوں نہیں؟ اگر حب نبیؐ یا ان کا عشق نبیؐ واقعی صادق ہے تو ان پر واجب ہے کہ ہر صبح صادق کو جلوس نکالا کریں۔ دیگیں پکایا کریں اور حلوے مانڈے اڑایا کریں۔ پھر ہر پیر کو سرکاری چھٹی کرایا کریں اور یہ عید منایا کریں۔ وہ یہ کریں تو ہم ان کا عشق صادق مانیں گے۔ ریاضی کے قاعدہ تقویم پر حل کر کے دیکھ لیں۔ پیر کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ مسلم الثبوت ہے۔ سوال حل کر کے دیکھ لیں۔ پیر کا دن یکم ربیع الاول یا پھر ۹ آٹھ ربیع الاول پر آتا ہے۔ بارہ پر کسی طرح نہیں آتا۔ ہم اسلام کے حصار میں قید ہیں۔ یہ حصار، حدود اللہ کا وہ دائرہ ہے جو قرآن و حدیث کی پرکار نے کھینچا ہے۔ حق اس دائرے کے اندر ہے اور جو کچھ اس سے باہر ہے، وہ باطل ہے۔ اس دائرے میں حب نبیؐ بیان ہوئی ہے نہ کہ عشق نبیؐ۔ اس لئے ہم حضور اکرم ﷺ سے اپنی جانوں، اولادوں، اموال و آباء سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں اور اس محبت میں فداہ ابی و امی کا دم بھرتے ہیں۔ اس محبت کی حدود متعین ہیں جیسا کہ آقا ﷺ نے خود فرمایا مجھ سے محبت میری سنت پر عمل میں پنہاں ہے۔ ہم سنتِ محمدیہ ﷺ پر قربان جاتے ہیں اور اس میں بدعت کا داخلہ روکنے کیلئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ آقا ﷺ پر، اللہ تعالیٰ، ملائکہ مقربین کے ہم نوا ہو کر، دن رات، درود ابراہیمی بھیجتے ہیں۔ یہی ہماری نعمت نبیؐ ہے۔ ہم

میراثیوں اور بھانڈوں کی طرح طبلہ وسارنگی بجا کر نعت نبیؐ نہیں گاتے۔ اس راہ میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہمارے لئے راہنما ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں، تم بتاؤ، نعت خوان نبیؐ، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کب چمٹا اور ہارمونیم بجایا کرتے تھے۔ نبیؐ مزامیر توڑنے آئے تھے اور تم اتنے دیدہ دلیر ہو گئے ہو کہ اسی نبیؐ کی نعت آلات موسیقی کے ذریعے پڑھتے ہو۔ ہم اپنے آقا کی وہی نعت سناتے ہیں جس کا ماٗخذ قرآن ہے۔ ہمیں خاکِ طیبہ سے بھی محبت ہے کیونکہ اس نے کبھی آقا ﷺ کے پاؤں چومے تھے۔ ہمیں نسیم مدینہ سے بھی عقیدت ہے کیونکہ یہ آج بھی سنتِ نبوی ﷺ کی بوئے جانفزا سے معطر ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ آقا ﷺ نے اپنے شہر سے محبت کرنے کا حکم امت کو دیا ہے۔ ہم کدو کا سالن اس لئے پسند کرتے ہیں کہ یہ ہمارے آقا ﷺ کو پسند تھا۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتباع میں اس درخت کے نیچے بیٹھ جانا چاہتے ہیں، جہاں ہمارے آقا ﷺ کبھی تھوڑی دیر کیلئے بیٹھے تھے۔ مگر ہم ان کی محبت میں ع

تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا...... کی تصویر بن نہیں سکتے کیونکہ یہ رقصِ عاشقاں خلافِ سنت اور داخل بدعت ہے۔ ہم آپؐ کی ذات اقدس سے اظہارِ محبت کیلئے بدعی راہیں نہیں تراشتے۔ میلاد اگر ام نبیؐ مناتیں، اگر حضور ﷺ خود مناتے، اگر صحابہ رضی اللہ عنہم مناتے، اگر تابعین اور تبع تابعین مناتے...... تو ہم تم سے بڑھ کر میلاد مناتے مگر ہم شریعت محمدیہ ﷺ کے کڑے پہرے میں ہیں اور یہ جسارت نہیں کر سکتے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ سے میلاد کا جواز نکالنا بہت بڑی علمی بددیانتی ہے اور ہاں ذکر مصطفیٰ ﷺ میں ہمارا ثانی کوئی نہیں کیونکہ اس ذکر کی حلاوتوں سے ہماری روح تازہ رہتی ہے۔ یہی تو وہ حوالہ ہے جس کا واسطہ دے کر ہم تم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ نبیؐ کا ذکر کیا کرو، نبیؐ کا حوالہ دیا کرو، نبیؐ کی سنت سے سند پکڑا کرو، نبیؐ کی حدیث مبارک کا بیان کرو اور کسی دوسرے کے ملفوظات واقوال کا حوالہ نہ دیا کرو کیونکہ یہی ایک ایسی ہستی ہے جس کا اسوہٗ ہمارے تمہارے سامنے قرآن نے رکھا ہے اور یہی وہ مقدس ومطہر ہستی ہے جس کی حدیث اور سنت کی صداقت پر وحی کی شہادت موجود ہے اس ذکر پاک سے ہماری کشت حیات سرسبز وشاداب ہے۔ اسی ذکر سے اسلام کی فکر توانا ہوتی ہے مگر بدعات کشتِ اسلام میں جھاڑ جھنکار ہیں۔ یہ قصے کہانیاں جو تم نے گھڑے ہیں، سراسر بے سروپا ہیں۔ اپنا وعظ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے مزین کیا کرو مگر کیا کریں کہ تم نے قرآن عربی کو چھوڑ کر فارسی اور پنجابی کے قرآن بنا لئے۔ کیا اللہ کا قرآن اور حضور اکرم ﷺ کے فرمودات